بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دنیا میں پر سکون زندگی
اور آخرت میں نجات
حاصل کرنے کا لائحہ عمل

جناب انجینئر خالد احمد صاحب

دامت برکاتھم العالیہ

خلیفہ [illegible]ت

شیخ العرب والعجم [illegible] باللہ حضرت اقدس

مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب

دامت برکاتھم العالیہ

شائع کردہ مجلس نشر واشاعت:

خانقاہ ابراریہ اختریہ۔ آر 863 بلاک 19 النور سوسائٹی فیڈرل بی ایریا۔ کراچی

کلام حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتھم العالیہ

مری موج غم بے سہارا نہیں ہے

سوا تیرے کوئی سہارا نہیں ہے
سوا تیرے کوئی ہمارا نہیں ہے

سمندر کا ساحل پہاڑوں کا دامن
بجز آہ کے کچھ سہارا نہیں ہے

نہیں ختم ہوتی ہیں موجیں مسلسل
مرے بحر غم کا کنارا نہیں ہے

کوئی کشتیٔ غم کا ہے نا خدا بھی
مری موج غم بے سہارا نہیں ہے

یہ اختر اسی کا ہے جو آپ کا ہے
نہیں آپ کا جو ہمارا نہیں

(۶ ستمبر ۱۹۹۳ء خانقاہ امدادیہ اشرفیہ ری یونین)

پیش لفظ

ہمارے شیخ جناب حضرت خالد احمد صاحب دامت برکاتھم العالیہ کا یہ بیان ۲۸ جنوری ۲۰۱۲ کو بوقت بعد از نماز عشاء خانقاہ ابراریہ اختریہ میں ہوا جس سے حاضرین کو بہت نفع ہوا۔ افادہ عام کے لیے اسے شائع کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور حضرت والا کا فیض نصیب فرمائے۔ آمین۔

مفتی سید منیر احمد آغا
فاضل علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

الحمدللہ وکفی والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفی امّا بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم والذین اٰمنوا اشد حب للہ .صدق اللہ العظیم و صدق رسولہ النبی الکریم۔

اور جولوگ ایمان لائے وہ اللہ کی محبت میں بہت شدید ہیں۔اللہ تعالیٰ کی محبت اعظم مقاصد میں سے ایک ہے۔زندگی کا مزہ اور لطف انھی لوگوں کو حاصل ہے کہ جنھیں اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہے۔جنھیں اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل نہیں وہ زندگی کا لطف نہیں پا سکیں گے۔آنحضرت ﷺ کی چند دعائیں ہیں جس میں آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے ان کی محبت کو مانگا ہے۔حالانکہ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے محب،سب سے بڑے عاشق۔کیونکہ جو اللہ کو جتنا زیادہ پہچانتا ہوگا وہ اتنا ہی بڑا عاشق ہوگا۔اللہ تعالیٰ کی ذات تو محبت ہی کرنے والی ذات ہے۔محبت جو ہے محبت کا سرچشمہ وہ اللہ جل جلالہٗ کی ذات ہے۔اللہ کی ذات کوئی خدانخواستہ نعوذ باللہ کوئی شیر یا سانپ یا کوئی ایسی چیز تھوڑی ہے۔جس سے ایسے ڈرا جائے۔اللہ کی ذات تو محبت کرنے والی ذات ہے۔ساری محبتوں کا سرچشمہ جو ہے وہ اللہ ہے۔جنھوں نے سب سے پہلے اپنی رحمت کو بیان فرمایا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین.الرّحمٰن ارّحیم۔

فرمایا کہ اے میرے بندو ڈرو نہیں میں تو رحمان اور رحیم ہوں، یہ تم کس غلط

فہمی میں پڑ گئے کہ تم اپنے معبود سے ڈرتے ہو یعنی خوف کھاتے ہو۔کہ نعوذ باللہ وہ کوئی ایسی چیز ہے۔نہیں۔ڈرنا بس اس بات سے ہے کہ نافرمانی نہ کرو۔باقی تو محبت کرو اللہ تعالیٰ سے۔اللہ کی محبت کو مانگو۔جب قلب کے اندر محبت الٰہی آئے گی،تو ساری لذتوں سے بے نیاز کردے گی۔

جو چاہے کہ غم سے بیگانہ ہو جائے
وہ آپ کا دیوانہ ہو جائے

جو اللہ کا دیوانہ ہے وہ سارے غموں سے بے نیاز ہوگا۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ دہلی کے مغل حکمرانوں کو للکارتے ہیں،اور اعلان فرماتے ہیں اے شاہانِ مغلیہ،کیوں۔۔۔مغلیہ کی مثال اس لیے دی کہ بہت صاحب ثروت تھے بہت بڑی سلطنت تھی۔طوطی بولتی تھی ان کی۔تو اعلان فرمایا کہ اے شاہانِ مغلیہ ہمارے قلوب میں جو سکون اور اللہ تعالیٰ کے تعلق و محبت کے موتی ہیں۔اے سلاطینِ مغلیہ! ولی اللہ اپنے سینہ میں ایک دل رکھتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے کچھ موتی اور جواہرات ہیں۔آسمان کے نیچے اگر مجھ سے زیادہ کوئی امیر ہو تو سامنے آئے۔ جو کسی نے کہا کہ۔

جو بیٹھے خدا کی یاد میں سب سے بے غرض ہو کر
تو پھر اپنا بوریا بھی ہمیں تخت سلیماں تھا

اور میرے شیخ،شیخ العرب والعجم نے فرمایا کہ۔

وہ لمحے میرے جو گزرے تیری یاد میں
بس وہی لمحے میری زیست کے حاصل رہے

تو اللہ تعالیٰ کی ذات تو سراپا محبت سراپا خیر خواہ سراپا پیار کرنے والی، ایک ماں سے جو ستر گنا زیادہ پیار کرنے والی ذات ہے، ستر کا لفظ عربی میں زیادہ کے لیے[۱] آتا ہے۔ کثرت کے لیے آتا ہے۔ ستر سے مراد یہ گنتی نہیں ہے کہ کوئی پیمانہ لے کر ناپنا شروع کردے، کہ ماں کی اگر ایک پرسنٹ (1 %) تو اللہ کی ستر پرسنٹ (1 %) ارے ماں اور اللہ کی کیا نسبت ہے بھائی؟ کیا مخلوق اور خالق کی کوئی نسبت ہوسکتی ہے۔ یہ تو سمجھانے کے لیے فرمایا ہے۔ عربی میں ستر کا عدد کثرت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ جب کسی چیز کو کثیر بتاتے تھے تو اس میں ستر کا ہندسہ استعمال فرمایا کرتے تھے۔ اور اسکی مقدار کوئی ناپ تھوڑی سکتا ہے۔ تو یہ سمجھانے کیلیے بتلایا ہے کہ ایک ماں سے ستر گنا زیادہ محبت کرنے والی ذات اللہ کی ہے۔ ایک حصہ ماں کو دیا ہے۔ ماں کی محبت کیسی ہے دیکھو ساری دنیا کہہ دے کہ دیکھو تمہارا بیٹا جو ہے دنیا کا سب سے خبیث آدمی ہے۔ ماں کہے گی نہیں میرا بچہ بہت اچھا ہے۔ کس طرح پالتی ہے کس طرح تربیت کرتی ہے۔ کس طرح اس کے لیے خدمت کرتی ہے۔ سوچیں آپ! اسی لیے فرمایا آپ ﷺ نے کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔

[۱] قال تعالیٰ۔ ان تستغفر لھم سبعین مرہ ۔۔۔۔(سورۃ توبہ آیت ۸۰)

ماں کی قدر کرو۔ اور ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر چہ ماں ظلم کرے۔ تو فرمایا اگرچہ ظلم کرے۔ اور ایک دن آکر پوچھا کہ ماں کو حج کرادیا تو کیا میں نے ماں کا حق ادا کر دیا تو فرمایا کہ کیا تو نے اس درد کا بھی حق ادا کر دیا جو جنتے وقت ہوا تھا اس کو۔ کہ اس درد کا بھی حق ادا کر دیا۔ تو کر ہی نہیں سکتا۔ تو ثابت کیا ہوا کہ حق ادا کر ہی نہیں سکتا۔ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے، تو یہ مثال دی کہ ماں کی محبت سے ستر گنا زیادہ محبت کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔ ارے بھائی ہم لوگ کہاں پڑے ہوئے ہیں؟ بس کھانے پینے میں اور ہگنے موتنے میں لگے ہوئے ہیں بس۔ جو جانور کر رہا ہے وہ آج ہم کر رہے ہیں، وہ بھی کھا رہا ہے پی رہا ہے بچے اس کے بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ اور مر جاتا ہے وہ۔ آج کے انسان کی سب سے بڑی گراوٹ اور ناکامی یہی ہے کہ وہ اللہ سے غافل ہو گیا ہے۔

میرے شیخ اوّل حضرت والا شہید اسلام شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے ایک بار فرمایا۔ اللہ والوں پر کیفیات طاری ہوتی ہیں اس میں جب وہ دیکھتے ہیں مخلوق کو تو بڑا ترس کھاتے ہیں۔ ایک دفعہ کیفیت طاری ہوئی ایسی، فرمانے لگے ان کی زندگی کیسی گزرتی ہے؟ ان کی زندگی کیسی گزرتی ہے کہ جو اللہ کا نام نہیں لیتے ہیں جو اللہ کا ذکر نہیں کرتے ہیں۔ انکی زندگی کیسی بے رونق ہے کیسی تکلیف دہ ہے، کیسے گزرتی ہے؟ بڑی کیفیت میں حضرت والا نے یہ بات فرمائی۔ تو وہ اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے کہ اللہ کا کوئی نام نہ لے۔ یہ کیسا انسان ہے کہ جو اپنے پالنے والے کو بھلا دے۔ بزرگوں کے ہاں اللہ والوں کے ہاں کیا کہتے ہیں ان کی زبان میں

"جس دم غافل اس دم کافر"۔ کیا کہتے ہیں وہ جس دم غافل اس دم کافر، یہ قرب کے مدارج ہیں وہ اللہ سے غافل ہونے کو کفر سمجھتے ہیں۔ آج کوئی اللہ کا نام لے لے تو کہتے ہیں ملا ہو گیا ہے۔ کوئی نماز پڑھنا شروع کر دے۔ کوئی کسی اچھی صحبت میں جانا شروع کر دے اور کوئی دین کی بات کرے تو ہر طرف سے لتاڑ پڑ رہی ہے اس کو۔

گھبراؤ نہیں بھائی۔ گھبراؤ نہیں، یہ تو چند روزہ ہے یہ چند روزہ ہے۔ اسکی برکات کھلی آنکھوں نظر آتی ہیں جو لوگ کہنے کے باوجود جمے رہے۔ اپنے آپ کو مضبوط کیا تو وہی لوگ پھر دعائیں کرائیں گے آپ سے انشاء اللہ۔ ہمارے حضرت والا دامت برکاتہم کی خدمت میں ایک صاحب تشریف لائے حاجی شیر محمد نام تھا غالباً ان کا حج پر جا رہے تھے وہ بڑے پڑھے لکھے اور صاحب ثروت لوگوں میں تھے ڈاڑھی نہیں تھی۔ حضرت والا نے فرمایا کہ آپ اس دربار میں جا رہے ہیں تو اللہ کے رسول ﷺ کی سنت رکھ لیجیے۔ دیکھو ہمارے بزرگ نصیحت فرماتے ہیں تو محبت سے فرماتے ہیں۔ کسی کو حقیر نہیں سمجھتے ہیں۔ محبت سے فرمایا کہ آپ اس دربار میں جا رہے ہیں تو آپ سنت رکھ لیجیے۔ ان کے دل میں ایسی بات لگ گئی تو انہوں نے پھر شیو نہیں کیا اور رکھ لی ڈاڑھی۔ اس کے بعد جب حج سے واپس تشریف لائے اور ملنے کے لیے آئے تو انہوں نے کہا کہ حضرت میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ ڈاڑھی رکھنے کے بعد مجھے لوگ پتہ نہیں کیا کچھ کہیں گے لیکن ایئر پورٹ سے لے کر اب تک میری لوگوں نے اتنی عزت افزائی کی ہے کہ میں اس کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرمائے اس سے گھبرانا نہیں چاہیے یہ تو چند روزہ مخالفت ہے۔ کیا کہتے ہیں وہ آوازیں

کسنا۔ ہاں دل پہ تکلیف آتی ہے جب آدمی اللہ کے رسول ﷺ کی سنت اختیار کرتا ہے۔ اب بس میں سوار ہوا ڈاڑھی رکھی ہوئی ہے لوگ کہیں گے چچا میاں۔ کوئی کہے گا صوفی صاحب۔ اب دل پہ چھرے چل رہے ہیں۔ ارے ہم صوفی ہو گئے ارے ہم چچا ہو گئے ابھی تو لوگ مجھے جینٹل مین اور پتہ نہیں کیا کیا کہتے تھے کہ آیئے آیئے، اور اب کیا کہہ رہے ہیں! "چچا میاں راستہ دینا ذرا"۔

"صوفی صاحب ذرا ادھر ہو جائیے۔ تو دل پہ چھرے چلیں گے۔ بس یہی تو سو شہیدوں کا ثواب ہے بھئی۔ سو شہیدوں کا ثواب۔ بس آج کے زمانے میں جس نے حضور ﷺ کی ایک سنت کو زندہ کیا سو شہیدوں کا ثواب اس کے لیے لکھا جائیگا۔ قیامت کے دن انشاء اللہ حضور ﷺ کے ساتھ ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہوگا۔ کون ہوگا؟ جو حضور ﷺ کا عاشق ہوگا۔ قول کے اعتبار سے بھی اور عمل کے اعتبار سے بھی۔ عاشق صرف زبان سے تھوڑی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب یہ اتنی بڑی ڈاڑھی سے کیا ہوتا ہے؟ بس ڈاڑھی رکھ لو۔ اور مختلف دلیلیں بھی دیتے ہیں۔ بھائی عاشق کے سامنے تو بس محبوب کا اسوہ ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (سورۃ الاحزاب آیت ۲۱)۔ اور

وَمَا آتٰكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (سورۃ الحشر آیت ۷)۔

ائمہ میں سے ایک بہت بڑے امام گزرے ہیں۔ انہوں نے مطالعہ کیا

قرآن مجید کا کہ آج بہت مطالعہ کروں گا اور حضور ﷺ کی سنت کو اس میں سے تلاش کروں گا قرآن مجید سے ۔ایک بار پورا قرآن مجید تفصیل سے پڑھ گئے ۔دوسری دفعہ پڑھ گئے ۔تیسری دفعہ جب پڑھے اور جب اس آیت پر پہنچے۔

وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

(سورۃ الحشر آیت ۷)۔

جو چیز تمہیں اللہ کے نبی دیں اسے لے لو، اور جس چیز سے روکیں اس سے رک جاؤ ۔تو کہنے لگے یہی آیت ہے ۔یہی نبی ﷺ کی سنتوں کی آیت ہے ۔حضور ﷺ کی ڈاڑھی کتنی بڑی تھی؟ جب اللہ فرما رہے ہیں کہ جو نبی تمہیں دیں وہ لے لو تو بس بات ختم ہوگئی ۔اب آگے رہ ہی کیا گیا؟ اللہ کیا فرما رہے ہیں کہ جو نبی ﷺ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ ۔تو بات ختم ہوگئی نا بھئی ۔ایک آدمی ایک وزیر اعظم یا صدر کسی کو اختیار دے دے کہ یہ جو کہے اس کی بات مان لو ۔تو کیا کہا جائے گا ۔کہ اس کے پاس جو اختیارات ہیں وہ بادشاہ کے دیے ہوئے ہیں ۔بادشاہ نے خود کہہ دیا کہ جو یہ کہہ رہا ہے اسکی بات مان لو تم ۔ختم بات ۔اللہ فرما رہے ہیں نبی ﷺ کے متعلق ۔کہ جو اللہ کے نبی ﷺ تمہیں دیں وہ لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ ۔انہوں نے کہا کہ بس یہی تو آیت ہے ۔آنحضرت ﷺ کی تمام سنتیں تمام طریقے اس میں آ گئے ۔نماز آپ تلاش کریں ۔قرآن مجید میں نماز آپ کو پوری نہیں ملے گی یہ جو نماز کا طریقہ ہے، کہاں سے آیا ۔نماز کا پورا طریقہ ۔اللہ اکبر سے لے کر سلام تک ۔کہاں سے آیا یہ قرآن میں نہیں ملے گا ۔لیکن اللہ کے

نبی ﷺ کا طریقہ ہے ۔اس لیے ہم کر رہے ہیں، ۱۴۰۰ سال سے امت اسکو اختیار کی ہوئی ہے ۔بڑے بڑے علما کرام مشائخ عظام سب متفق ہیں کہ نماز اسی طرح ہوتی ہے ۔قرآن میں تو نہیں ہے ۔تو جو لوگ اس پر مصر ہیں کہ صاحب قرآن مجید سے لے کر دکھا دو ہم کو ۔سخت نادان ہیں بلکہ نادان سے بھی بڑھ کر کہنا چاہیے گمراہِ اعظم ہیں کہ جنہوں نے اللہ کے نبی ﷺ کو نہیں مانا اللہ کے نبی ﷺ کی عظمت کے قائل نہیں ۔اللہ کے نبی ﷺ کی عظمت تو یہی ہے کہ جو اللہ نے ان کو اختیار دیا ہے اس اختیار کو مانو بھائی ۔جو اللہ کے نبی ﷺ کے اختیار کو نہیں مان رہا ۔تو میں بس اس کے متعلق کیا لفظ استعمال کروں؟ ایک بہت پڑھے لکھے شخص غالباً انگلینڈ کے کسی شہر سے آئے ہمارے حضرت والا دامت برکاتہم کے صاحب زادے حضرت مولانا محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم العالی کے پاس ۔انہوں نے یہ کہا کہ میں نے تو فلاں study کی ہے اور میں نے فلاں تعلیم حاصل کی ہے اور یہ میرا شعبہ ہے ۔مجھے جو عقل میں چیز نہیں آتی میں اس کو نہیں مانتا ہوں ۔حضرت نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے، ایسا نہیں ہے ۔آپ بہت ساری چیزیں ایسی مانتے ہیں جو عقل میں نہیں آتیں بہت ساری چیزیں ۔آپ اس پر مُصر مت ہوئیے ۔اور یہ عقل آپ کے لیے تقلید کی کسوٹی نہیں ہے ۔اس لیے کہ عقل تو انسانی خاصیت ہے ۔اور وحی اللہ کی خاصیت ہے ۔وحی کہاں سے آئی تھی اللہ کی طرف سے آئی تھی ۔اور عقل تو انسان کی بشری صفت ہے ۔تو وحی کا عقل سے کیا مقابلہ ۔جہاں بڑی بڑی عقول کی انتہا ہے وہاں سے وحی کی ابتدا ہے ۔کیا مطلب؟

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام تمام انبیا کے بعد سب سے بڑا مقام

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے۔ مقام صدیقیت جہاں پہ ختم ہوتی ہے وہاں سے بھی آگے نبوت کی ابتداء ہوتی ہے۔

أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ.

(میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے)۔

اس لیے اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ہاں مقام صدیقیت باقی رہے گا۔ تو وہ جہاں پہ ختم ہوئی وہاں سے نبی کی ابتداء شروع ہوئی، انتہا نہیں ابتدا۔ تو حضرت والا نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے۔ آپ بہت سی چیزیں ایسی کررہے ہیں۔ بہت سی چیزیں آپ کررہے ہیں جو آپکی عقل میں نہیں آتی لیکن آپ کررہے ہیں۔ کہا مثلاً یہ بتائیں۔ کہا دیکھیے وضوٹوٹ جاتا ہے تو آپ وضو کرتے ہیں نا۔ آپ ماشاء اللہ نمازی ہیں۔ عبادت گزار ہیں جب وضوٹوٹ جاتا ہے تو وضو کرتے ہیں۔ کہا ہاں صحیح بات ہے وضوٹوٹ جاتا ہے تو وضو کرتے ہیں۔ کہا وضو کیسے ٹوٹتا ہے؟ کہا جی پیشاب ہو پاخانہ ہو ریح (ہوا) خارج ہو تو وضوٹوٹ جاتا ہے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ جب ریح خارج ہوئی تو وضو آپ دوبارہ کرتے ہیں۔ کہا عقل کا تقاضا یہ تھا کہ جس وقت ریح خارج ہوئی اس مقام کو پانی سے دھولیا جائے۔ عقل کا تقاضا تو یہ ہے جہاں سے گندی چیز نکلی اس جگہ کو دھولیا جائے لیکن وہاں تو نہیں دھوتے ریح خارج ہونے پر۔ اس جگہ کو نہیں دھوتے بلکہ وضو کرتے ہیں یہ کہاں عقل میں آتی ہے؟ یہ عقل ہے یا وحی ہے۔ کررہے ہیں آپ۔ ہاں جی کررہے ہیں۔ مان گئے بالکل مان گئے آپ صحیح فرمارہے ہیں۔ تو اس پہ نہ جاؤ کہ عقل کیا کہتی ہے، بلکہ دین کیا کہتا ہے وحی الٰہی کیا کہتی ہے۔ اللہ کیا فرما

رہے ہیں اللہ کے نبی ﷺ کیا فرمارہے ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے جو چیز دی اسکو لے لینا ہمارا کام ہے۔ بس مان لینے کے بعد کام آسان ہوجائے گا۔ سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ اللہ کے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک ایک سنت ساتوں آسمان سے قیمتی ہے۔ اللہ کے نبی علیہ الصلوۃ والسلام اس وقت جس زمین پر ہیں اپنے روضہ اطہر میں وہ زمین کا حصہ عرش سے زیادہ قیمتی ہے۔ سارے علماء کرام کا اس پر متفقہ فیصلہ ہے سارے ائمہ کا اس پر متفقہ فیصلہ ہے کہ وہ زمین کا ٹکڑا عرش سے زیادہ قیمتی ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں تو اللہ کے نبی ﷺ کی سنتیں کتنی قیمتی ہوں گی۔ سوچو جو ایک سنت کو زندہ کرے اس نے اللہ کے نبی ﷺ کو خوش کردیا۔ ایک درزی کے پاس ہم جاتے ہیں یہ کرتا میرا لے لو اس ناپ کے مطابق سی دو۔ کپڑا دے دیا اس کو۔ کیا مطلب ہوتا ہے کہ بس یہ جو ہم نے ناپ دے دیا۔ ایسا ہی سی دو بس ہمارا کام ہوجائے گا۔ اب وہ آپ گئے لینے کے لیے تو اس نے آستین جو ہے وہ پونا انچ چوڑا کردیا اور مثلاً دامن جو ہے وہ ۱۲ انچ بڑھا دیا اور ادھر سے بھی تھوڑا لمبا کردیا۔ یہ کیا! آپ کو تو میں نے ناپ دیا تھا تو وہ کہتا ہے کہ آپ کا کپڑا بڑا قیمتی تھا، میرا دل یہ چاہا کہ یہ کپڑا ضائع نہ ہو آپ کے کپڑے میں لگ جائے۔ اس لیے تھوڑا بڑا سی دیا۔ اب ہم کیا کریں گے اس کو۔ یا تو اپنا سر پیٹیں گے یا اس کا سر پیٹ لیں گے۔ کہ تجھے نمونہ دیا تھا، ایسا بنادے۔ بس اللہ تعالیٰ یہی چاہتے ہیں، کہ نہ بڑھاؤ نہ گھٹاؤ۔ قمیض کو تنگ کرو گے چھوٹی ہوجائے گی۔ اس کو بڑا کردو گے تو پہننے کے قابل نہ رہے گی۔ بس جو یہ تمہیں دے رہے ہیں لے لو۔ جس سے روک رہے ہیں رک جاؤ بس اللہ یہی چاہتے

ہیں۔نہ بڑھاؤ نہ گھٹاؤ۔تمہیں نمونہ (مثال) دے دیا گیا۔اللہ کے نبی ﷺ تمہیں دے دیے گئے۔اور فرمایا بس ان کی تقلید کر کے آجاؤ۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

(سورة الاحزاب آیت ۲۱)۔

ان کا جو حسنہ اور طریقہ ہے وہ سب سے زیادہ بڑھیا ہے۔حضور ﷺ کا ہر طریقہ اسہل ترین اکمل ترین اجمل ترین ہے۔آسان ہے اس سے زیادہ آسان طریقہ نہیں ہے۔اکمل ہے اس سے زیادہ کامل نہیں۔اجمل ہے اس سے زیادہ خوبصورت نہیں۔بس سوچ لو کہ اس سے زیادہ حسین کوئی چیز ہو ہی نہیں سکتی۔ایک ایک طریقہ آسان سے آسان تر ہے زندگی گزارنے کے ایسے پیارے پیارے اصول دے دیے۔جس سے کسی مسلمان کو کسی مسلمان سے تکلیف نہ ہو۔اور فرما دیا ساتھ ساتھ۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔

مسلمان وہ ہے کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں (بحوالہ صحیح البخاری ج ا ص ۵۳ صحیح مسلم ج ا ص ۶۵)۔

یہ نمونہ دے دیا ہے ہمیں۔فساد کو روکنے کا فارمولا آنحضرت ﷺ نے دیا ہے۔آج امت اس نمونے کو اپنائیں۔کیسا نمونہ ہے یہ۔بتائیے۔کہ ہاتھ اور زبان سے جب دوسرے مسلمان محفوظ ہیں تب تم مسلمان ہو۔اس سے بہتر معاشرت لے کر آؤ؟ کسی بڑے سے بڑے فلسفی کو بڑے سے بڑے عقلمند کو لے آؤ کہ تم انسانیت کے

سدھار کا فارمولا دے دو۔پچھلے ہفتے کے بیان میں ایک فارمولا دیا تھا نا آپ کو۔بلکہ آپ کو کیا دیا تھا وہ میرے لیے بھی ہے۔تو یہ فارمولا ہے، یہ اللہ کے نبی ﷺ نے فارمولا دیا ہے ہمیں، معاشرے کے سدھار کا، معاشرے میں امن کا، معاشرے میں سکون کا، معاشرے میں محبت اور اطمینان کا۔کہ مسلمان وہ ہے بلکہ یوں کہا جائے کہ اس میں ایک تنبیہ ہے ایک ڈانٹ بھی ہے کہ تم اپنے آپ کو لاکھ مسلمان کہتے رہو کہ نہیں جی ہم مسلمان ہیں، اور اگر تمہارے ہاتھ اور زبان سے مسلمانوں کو تکلیف پہنچ رہی ہے، تم ظلم کر رہے ہو، خواہ اپنے گھر میں خواہ باہر، کسی کے ساتھ بھی تم ظلم کر رہے ہو، تم مسلمان کہلانے کے قابل نہیں ہو۔مسلمان نہیں ہو تم عمل کے اعتبار سے۔فتوی میں نہیں لگا تا فتوی لگانا تو علما کرام مفتیان عظام کا ہی کام ہے۔لیکن اس میں ایک ڈانٹ ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان بنانا ہے تو ہاتھ اور زبان سے مسلمانوں کو بچاؤ۔ایسے زبانیں مت چلایا کرو ہر ایک کے ساتھ۔برداشت کرو معاف کرو۔معاف کرنے کا جذبہ پیدا کرو پھر دیکھو تمہیں کیسا سکون ملے گا۔قدرت کے باوجود معاف کر دینا۔آنحضرت ﷺ نے سکھایا ہے نا کہ قدرت ہے لیکن معاف کر دو۔یہی تو بڑائی ہے۔فتح مکہ کے موقع پہ کیسی قدرت تھی کیسی قدرت تھی۔سوا لاکھ صحابہ کا لشکر اور کفار مکہ کی حالت خراب، کہ آج تو پتہ نہیں کیا ہو جائے گا۔ہماری بوٹی بوٹی الگ ہو جائے گی۔اور اللہ کے نبی ﷺ جب مکہ میں فاتحانہ انداز میں داخل ہوئے تو سر مبارک ایسے جھکا ہوا اس طرح سے، تواضع کی حالت میں اپنے سر کو اس طرح سے جھکائے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے شکر میں اور حمد میں۔حمد کرتے ہوئے داخل ہو رہے ہیں شکر کرتے

ہوئے داخل ہو رہے ہیں۔ اور ایسے سر جھکا ہوا ہے عاجزی کے ساتھ، کہ اے اللہ میں
کچھ بھی نہیں ہوں۔ آپ بڑے ہیں آپ قدرت رکھتے ہیں۔ یہ جو آپ نے مجھے دن
دکھایا ہے یہ آپ کی قدرت ہے ساری طاقتیں آپ کے لیے ہیں اور اعلان کر دیا کہ جو
وہاں خانہ کعبہ میں چلا جائے وہ معاف ہے۔ جو فلاں گھر چلا جائے وہ معاف ہے جو شہر
سے چلا جائے وہ معاف ہے اور منع فرما دیا کہ کوئی قتلِ عام نہیں ہوگا۔ آج کے دن کوئی
زیادتی نہیں ہوگی کوئی ظلم نہیں ہوگا یہ ہے اسوہ آنحضرت ﷺ کا۔ اور آج کا مسلمان
جہاں دوسرے نے تیز بول دیا تو ماں بہن پہ اتر آیا۔ اور جواز اس کے پاس یہ ہے کہ
اس نے مجھے ایسے کہا ایسے کہا۔ کتنی گراوٹ کی بات ہے۔ اور ہم مسلمان بھی کہتے ہیں
اپنے آپ کو۔ حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانویؒ کیا تعلیم تھی
حضرت والا کی۔ ہمارے پردادا شیخ۔ کیا تعلیم تھی حضرت والا کی۔ حضرت فرماتے تھے
کہ کسی کی تکبیر اولیٰ فوت ہو جائے کسی کی جماعت چھوٹ جائے میں اس پہ اتنی تنبیہ
نہیں کرتا۔ میں اس پہ اتنی تنبیہ نہیں کرتا۔ مجھے اس پہ اتنا افسوس نہیں ہوتا۔ لیکن اگر کسی
کو کسی کی ذات سے تکلیف پہنچے میں اس کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اور یہ حضرت والا کی
خاص تعلیم تھی۔ کہ اپنے آپ کو ایسا بناؤ کہ تمہاری ذات سے کسی مسلمان کو ادنیٰ تکلیف
نہ پہنچے۔ یہ ہے انسانیت۔ یہ ہے مسلمانیت یہ ہے مومن پن۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ
تمہیں قطب بننا ہو، ابدال بننا ہو، غوث بننا ہو تو کہیں اور جاؤ بھئی، پھر کہیں اور جاؤ کسی
اور پیر کو پکڑو۔ کسی اور شیخ کو پکڑو۔ اور اگر تمہیں انسان بننا ہو تو اشرف علی کے پاس
آؤ۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ جو انسان بن گیا وہ قطب بھی بن گیا وہ ابدال بھی بن گیا وہ

غوث بھی بن گیا۔ انسان بننا ہی تو مشکل ہے۔

برھوا پری مگسے باشی بر آب روی خسے باشی
دل بدست آر کہ کسے باشی

اگر ہم ہوا پہ چل پڑے ہوا پہ اڑ پڑے تو کیا کیا مکھی جو کرتی ہے۔ جو مکھیاں کر
رہی ہیں۔ پانی پہ چل پڑے پانی پہ چل کے دکھا دیا تو کیا کیا تنکا بن گئے خسے باشی۔ وہ
تو تنکہ بھی کرتا ہے۔ انسان کون ہے جو اپنے دل کو قابو میں رکھے دل بدست آر۔ کہ دل
دست کے اندر ہو۔ کہ کسے باشی۔ یہ تو کسی کسی کا کام ہے بھائی۔ یہ ہے انسانوں کا کام
کہ دل کو قابو میں رکھنا، اپنی مٹھی میں رکھنا، جذبات کی اتباع نہ کرنا، بھڑکنا نہیں، غضب
میں نہیں آنا ظلم نہیں کرنا اور معاف کر دینا۔ یہ ہے انسان۔ فرمایا بہادر کون
ہے؟ حدیث شریف میں آتا ہے نا کہ بہادر کون ہے؟ بہادر وہ ہے کہ جو طاقت کے
باوجود معاف کر دے۔ یہ ہے بہادر۔ تم سمجھتے ہو کہ کیا شجاعت ہے۔ یہ ہے
بہادر اصل۔ کہ جس پہ غصہ آیا اور اس کو طاقت ہے کہ یہ، اس آدمی نے میرے ساتھ ظلم
کیا ہے۔ اور میں ایسا کر دوں اس کو۔ میں ابھی اسکو مزہ چکھاتا ہوں۔ اس وقت
معاف کر دو۔ کسی نے کہا متکبر آدمی نے کسی کو کہ مجھے جانتا ہے میں کون ہوں؟ کہا ہاں
میں تجھے جانتا ہوں اچھی طرح سے کیسے۔ تیرے پیٹ میں ۲ کلو پاخانہ ہے۔ یہ ہے اور
واقعی میں یہی ہے اور کیا ہے۔ ابھی پیٹ پھٹ جائے تو دوسرے دور بھاگتے اس کو دیکھ
کر۔ تو خیر بات اس پر چل رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں محبت عطا فرمادے۔ اور محبت کتنی
ہونی چاہیے اللہ کی۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدْ (مشکوٰۃ)

اللہ کے نبی ﷺ اللہ سے کیا مانگ رہے ہیں اے اللہ میں آپ سے محبت مانگتا ہوں کتنی۔احب الیی من نفسی ۔اپنی جان سے زیادہ۔واھلی۔اور اپنے گھر والوں سے زیادہ۔ومالی۔اور مال سے زیادہ۔ومن الماء البارد۔اور سخت پیاس کی حالت میں ٹھنڈے پانی سے زیادہ۔ ہیں بھی! دیکھو اللہ کے نبی ﷺ مانگ رہے ہیں ہمیں سکھا رہے ہیں اللہ کے نبی ﷺ کو تو حاصل تھیں یہ تو ہماری تعلیم کے لیے ہے کہ اے اللہ آپ ہمیں اپنی ایسی محبت عطا فرمائیں کہ جو ان تمام چیزوں سے بڑھ کر ہو۔حضرت عمر فاروقؓ نے ایک بار عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔لیکن اپنی جان سے کم۔میں دیکھتا ہوں کہ میری جان سے مجھے زیادہ محبت ہے۔ ہر آدمی کو اپنی جان سے محبت ہے۔زلزلہ آیا تھا پچھلے دنو [illegible] رے ایک صاحب نے سنایا کہ ان کے دوست کوئٹہ کے آس پاس تھے تو وہ [illegible] ئے وہ اپنی فیملی کے ساتھ گئے تھے بیوی اور بچہ۔تو بیوی صاحبہ پہلے اٹھ گئیں [illegible] ل ہوئی تو اس نے باہر دوڑ لگا دی۔اور جا کر لان میں کھڑی ہوگئ۔بعد میں [illegible] بچے کی آنکھ کھلی تو وہ پھر بعد میں آئے۔تو کسی نے کہا کہ بھئی تم نے شوہر [illegible] ابھی نہیں اور باہر چلی گئیں تم کیسی بیوی ہو؟ یہی تو اپنی جان سے محبت [illegible] ہوتے ہیں۔ویسے شوہر صاحب بیوی کے لیے کہہ رہے ہیں [illegible] رہی ہیں میں آپکے لیے یہ کردوں گی اور

وہ کردوں گی۔جیسے ہمارے حضرت والا سناتے ہیں کہ ایک عاشق جو حرام عشق میں مبتلا تھا اس نے اپنی محبوبہ کو خط بھیج دیا اور کہا کی یہ میں اپنے خون سے لکھ رہا ہوں کہ مجھے تم سے بہت محبت ہے۔وہ محبوبہ بھی بڑی تیز تھی اس نے خون کا لیبارٹری ٹسٹ کرا لیا۔پتہ چلا کہ مرغی کا خون تھا۔تو آج کل کی محبتوں میں یہی چیزیں چل رہی ہیں۔اللہ حفاظت فرمائے۔تو اپنی جان سے انسان کو بڑی محبت ہوتی ہے۔تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ! ابھی تمہارا ایمان کامل نہیں۔پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اب میں جب اپنے آپ کو جانچتا ہوں تو میں یہ دیکھتا ہوں کہ مجھے آپ سے اپنی جان سے زیادہ محبت ہے۔فرمایا بس اے عمر رضی اللہ عنہ ابھی تمہارا ایمان کامل ہوا۔اللہ کے نبی ﷺ سے بھی ویسی محبت۔اور اللہ کے نبی ﷺ ہمیں سکھا رہے ہیں کہ اللہ سے بھی ایسی محبت مانگو۔جان سے بھی بڑھ کر مال سے بھی بڑھ کر اور اولاد سے بھی بڑھ کر۔اب کوئی یہ کہے کہ صاحب یہ تو بڑا مشکل کام ہے۔ایسی محبت کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔لیکن دیکھیے دین بہت آسان ہے۔ اَلدِّیْنُ یُسْرٌ (البخاری) ۔دین مشکل نہیں ہے۔صرف سمجھنے کی بات ہے۔

بقول ہمارے حضرت والا کے شیخ ،شاہ عبدالغنی پھولپوری صاحب کہ حکیم اختر ! یوں تو دین پہ چلنا بڑا مشکل ہے لیکن اگر کسی سچے اللہ والے کا دامن ہاتھ آ جائے تو نا صرف آسان بلکہ مزیدار ہو جاتا ہے۔مزیدار ہو جاتا ہے دین پر چلنا۔کیسے آسان ہے اسکی تفصیل بتلا دی۔کہ اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھی ہوئی کیسے ہوگی؟ ۳ درجے ہیں۔محبت کے ۳ درجے ہیں۔ پہلا درجہ عام تعلق کا۔دوسرا درجہ ہے شدید کا۔اور تیسرا

درجہ اشد کا ہے۔یہ تیسرا درجہ جو ہے اشد کا ہے۔صرف اشد والا درجہ جو ہے وہ اللہ نے اپنے لیے رکھا ہے۔جیسے اس آیت شریفہ میں فرمادیا۔وَالَّذِينَ اٰمَنُوا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ (سورۃ البقرہ آیت ۱۶۵)۔اس کے نیچے کیا ہے شدید۔کسی کو اپنی بیوی سے شدید محبت ہے کسی کو اپنے مال سے شدید محبت ہے کسی کو اپنے گھر سے شدید محبت ہے۔کسی کو اپنی گاڑی سے شدید محبت ہے۔جائز ہے۔دیکھیں شدید تک جائز ہے۔ہاں اشد جو ہے نہیں جائز۔اشد جو ہے وہ صرف اللہ کے لیے ہے۔تو یہاں سے محبت کا جواز مل گیا۔کوئی یہ کہے کہ صاحب اس آیت میں تو یہ مطلب ہوگیا کہ کسی سے محبت ہی نہ رکھو۔لیکن فرمایا نہیں۔محبت رکھو۔شدید تک رکھو۔لیکن اشد اللہ کو رکھو۔کیسے پتہ چلے گا۔اس کا بھی پیمانہ کیا ہے۔اسکا پیمانہ یہ ہے کہ بیوی بچوں کیساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔اللہ کے منادی نے اذان کی آواز لگادی۔اب چھوڑ کے نماز کے لیے چلے جاؤ۔اشد ثابت ہوگیا کہ اشد محبت ہے۔اشد محبت میں نہ ہوتا تو بیوی بچوں میں بیٹھا رہتا۔چائے ناشتہ پکوڑے اور سموسے کھاتا رہتا۔اور اللہ کے منادی کو بھلادیتا۔تو ثابت ہوجاتا کہ اس کو اشد محبت اپنے بال بچوں سے ہے۔کاروبار میں ہے ملازمت میں ہے گاہک سامنے کھڑا ہوا ہے۔ڈیلنگ چل رہی ہے کاروبار کی۔بات چیت ہورہی ہے اور نماز کا وقت آگیا۔اذان ہوگئی اب وہاں پر یہ نماز کے لیے کھڑا ہوگیا معذرت کرلی کہ بھئی آپ ۱۰ منٹ ٹھہر جائیں اب نماز کے بعد بات ہوگی،کرنے والے ایسا کرتے ہیں۔اچھے تعلیم یافتہ لوگ اپنی ملازمت میں،کاروبار میں انہوں نے اس اصول کو اپنایا ہوا ہے۔ابھی چند دنوں پہلے میں نے ایک بہت بڑے آرکیٹکچر کے حالات پڑھے۔تو ان کی خاص

بات جو لکھنے والے نے لکھی کہ خاص بات ان کے اندر یہ تھی کہ اتنے بڑے آرکیٹکچر تھے وہ لیکن نماز کا وقت جیسے ہی آتا تھا فوراً اپنے لوگوں کو کہتے تھے کہ اب نماز کے بعد بات ہوگی۔کتنے ڈاکٹر ایسے ہیں ماشاءاللہ کہ وہ جب نماز کا وقت آتا ہے وہیں انہوں نے ایک طرف نماز کی جگہ بنائی ہوئی ہے مصلا بچھاتے ہیں ان کے ساتھ ان کے کمپاؤڈر اور دیگر لوگ نماز ادا کرتے ہیں۔ہر شعبے میں الحمدللہ آپ کو ایسے لوگ مل جائیں گے،تو یہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اللہ کی محبت اشد ہے لیجیے ہم سمجھ رہے تھے ہمارے اندر محبت نہیں ہے الحمدللہ ثابت ہوگیا محبت ہے۔دین تو بہت آسان ہے۔اب کچھ کمزوریاں یقیناً ہیں،جہاں صفات ہیں وہاں کچھ کمزوریاں بھی ہیں جو ہمیں اللہ کی اشد محبت سے دور کررہی ہیں یا جس پیمانے میں ہم اشد محبت سے پیچھے ہورہے ہیں۔اس کمزوری کو ہم دور کرلیں۔تو انشاءاللہ اشد محبت والوں میں ہمارا بھی نام ہو جائیگا۔اور وہ کمزوریاں کیا ہیں؟وہ کمزوریاں گناہ ہیں جو اللہ کی نافرمانیاں ہیں مثلاً اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ تصویر مت لٹکاؤ گھر میں۔ہیں نا بھئی۔فرشتے نہیں آتے۔ہم نے تصویر لٹکائی ہوئی ہے۔ہم نے تصویروں سے بڑھ کر نمونے جو ہوتے ہیں بت،سانچے جو ہیں وہ لگائے ہوئے ہیں۔حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ کی خدمت میں ایک صاحب آئے کہا کہ ایک میرے عزیز کے نزع کا وقت ہے جان نہیں نکل رہی۔روح نہیں نکل رہی۔بہت اذیت میں ہیں۔حضرت تشریف لے گئے۔جا کے دیکھا تو وہاں بانی پاکستان کی تصویر لگی ہوئی تھی۔حضرت نے فرمایا بھئی اس کو ہٹا دو۔تصویر جائز نہیں۔اس کو ہٹاؤ یہاں سے۔فوراً ہٹایا گیا۔ابھی ہٹایا تو جان نکل

گی۔ تو بعض وقت اللہ تعالیٰ دکھا دیتے ہیں بھائی۔ اور ایسی دیگر چیزیں جو گناہ کی
چیزیں ہیں جو ہمیں اللہ کے اشد محبت کے پیمانے سے دور کر رہی ہیں۔ ہمارے نفس کو
مرغوب ہیں۔ ہمیں اچھا لگ رہا ہے۔ ہمیں گانا بجانا بڑا اچھا لگتا ہے۔ ہلہ گلہ بہت اچھا
لگ رہا ہے۔ مکس گیدرنگ جس کو کہنا چاہیے۔ نامحرموں کی تمیز نہیں۔ غیر محرموں کے
ساتھ اختلاط۔ اور حرام اچھا لگ رہا ہے۔ رشوت اچھی لگ رہی ہے۔ ناجائز آمدنی
اچھی لگ رہی ہے بغیر مشقت کے لاکھوں روپیہ مل گیا۔ بڑا اچھا لگ رہا ہے صاحب
پیسہ آنا۔ اب یہ جو چیز ہے اللہ تعالیٰ سے اشد محبت سے دور کرنے والی ہے۔ آج یہ
چھوڑ دے۔ آج یہ توبہ کر لے۔ آج یہ معافی مانگ لے۔ لات مار دے حرام کو لاکھ
روپے کو، کیا ثابت ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی اشد محبت حاصل ہو گئی۔ لیجیے ولی اللہ ہو
گئے۔ حرام کو چھوڑا، اپنے دل کا خون کیا اور ولی اللہ شمار ہو گیا۔ اور یہی ہمارے حضرت
والا کی تعلیم ہے نہ بھی۔ کہ گناہ چھوڑ دو ولی اللہ ہو جاؤ۔ بس گناہ چھوڑو نافرمانی
چھوڑو۔ اور ولی اللہ ہو جاؤ۔ ابھی توبہ کرو گے اور ابھی اللہ کے ولیوں میں شمار ہو جائے
گا۔ دیر نہیں لگتی وہاں۔ رجسٹر بدلنے میں ٹائم نہیں لگتا۔ فوراً کے فوراً توبہ کی۔ اے اللہ
میں معافی چاہتا ہوں مجھے معاف کر دیجیے۔ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی۔ میں گمراہی میں
ڈوبا ہوا تھا، میں اب آئندہ نہیں کروں گا۔ اور اس کے بعد کسی کے ساتھ ظلم کیا ہوا ہے
اس سے معافی مانگ لے۔ کسی کا پیسہ ہمارے پاس ہے ہم دے نہیں رہے۔ اس کو ادا
کر دے، کسی کے کرائے کے مکان میں رہ رہے ہیں اور زبردستی خالی نہیں کر رہے
۔ ماشاءاللہ نمازی بھی ہیں ۵ وقت اور حاجی بھی ہیں اللہ کے فضل سے اور دینی محنتوں

میں بھی جاتے ہیں اور ظلم کر کے مکان میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ بتائیے۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔

مسلمان وہ ہے کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ
رہیں (بحوالہ صحیح البخاری ج ا ص ۵۳ صحیح مسلم ج ا ص ۶۵)۔ کے خلاف ہے یا نہیں۔ تو
توبہ کر لے بس میں ابھی خالی کرتا ہوں بھئی۔ مجھ سے آپ کو بڑی تکلیف پہنچی۔ بس
مجھے معاف کر دو۔ انشاء اللہ توبہ قبول ہے۔ جب تک فرشتہ شہ رگ کو نہیں دباتا اس سے
پہلے پہلے توبہ قبول ہے۔ بڑے سے بڑا ظالم بڑے سے بڑا زانی بڑے سے بڑا چور
بڑے سے بڑا ڈاکو اللہ سے معافی مانگ لے۔ اللہ کے ہاں توبہ کا دروازہ کھلا ہوا
ہے۔ موت سے پہلے جب وہ فرشتہ یہاں آتا ہے شہ رگ دباتا ہے تو غیب منکشف
ہو جاتا ہے۔ اب توبہ قبول نہیں۔ اللہ میری آپ کی حفاظت فرمائے۔ کیونکہ غیب جب
دیکھ لیا تو ایمان کہاں رہا۔ پھر تو وہ مشاہدہ ہو گیا۔ ایمان تو جب ہی ہے جب غیب میں
ہے۔ ایمان بالغیب۔ ایمان کب ہے؟ جب غیب میں ہے۔ جب مشاہدے میں آگیا
تو وہ ایمان کہاں رہا۔ وہ مشاہدہ ہو گیا۔ اب آنکھ کھلی ہوئی ہے۔ مگر وہ آدمی کو تھوڑی
دیکھ رہی ہے۔ وہ سمجھ رہا ہے مجھے دیکھ رہا ہے۔ نہیں۔۔ نہ اب اس کو بیوی نظر آ رہی
ہے۔ نہ بچے نظر آ رہے ہیں۔ نہ ملازم نظر آ رہے ہیں۔ اب اس کی آنکھیں آخرت کو
دیکھ رہی ہیں۔ غیب منکشف ہو چکا ہے۔ فرشتے نظر آ رہے ہیں آسمان نظر آ رہا ہے
وہاں کی دنیا نظر آ رہی ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں۔

آنکھیں کھلی ہیں مگر بینا نہیں ہوتیں۔ اور۔

کی بار ہم نے یہ دیکھا کہ جن کا
مشین بدن تھا معطر کفن تھا
جو قبر کہن ان کی اکھڑی تو دیکھا
نہ عضو بدن تھا نہ تار کفن تھا

یہ چندروزہ دنیا، چندروزہ مال، چندروزہ عہدے اور چندروزہ کوٹھیاں اور بنگلے چندروزہ، چھوٹنے والی، سب یہیں رہنے والی ہے۔ چیز یہیں رہ جاتی ہے آدمی چلا جاتا ہے۔ ایک اللہ کے ولی نے بڑی عجیب بات فرمائی۔ بڑی عجیب بات فرمائی مسجد کے پاس کھڑے تھے کسی نے کہا کیسے کھڑے ہو؟ کہنے لگے کہ بندوں کو سمجھاتا ہوں لیکن مانتے نہیں ہیں۔ کیا مطلب آتے نہیں ہیں مسجد کی طرف۔ سمجھاتا ہوں مانتے ہی نہیں ہیں۔ کچھ دنوں کے بعد دیکھا تو قبرستان کے پاس کھڑے تھے۔ کیسے کھڑے ہیں جی؟ غور کیجیے گا۔ کہتے ہیں اللہ سے مانگتا ہوں اللہ سنتا نہیں ہے۔ اللہ سے دعا درخواست کرتا ہوں اللہ مانتا نہیں ہے۔ کیا مطلب؟ وقت ختم ہوگیا مغفرت چاہنے کا جو وقت تھا اس وقت نہیں مانگی اب اللہ کا ان کو عذاب آرہا ہے۔ اب اللہ سے دعا کرتا ہوں درخواست کرتا ہوں۔ اللہ مانتا نہیں۔ صاحب کشف تھے۔ صاحب کشف لوگ ہوتے ہیں بھی یہ۔ ان کو نظر آجاتا ہے۔ کیا ہو رہا ہے قبر کے اندر؟ بے شمار واقعات ہیں۔ ۶۵ کی جنگ کے بعد یا اسی دوران ایک فوجی جو ہیں وہ چھپ گئے قبرستان میں۔ وہاں کٹر کٹر کی آواز آرہی تھی ان کو، پریشان کیا آواز نے۔ کئی دن رہنا ہوا ان کا چھپ کے۔ تو وہ ایک قبر سے آرہی تھی۔ پہنچ گئے

وہاں۔ ہٹائی مٹی تو دیکھا وہاں ایک عجیب طرح کا جو ہے جانور ہے۔ وہ مردے کو مار رہا ہے۔ جس وقت وہ مارتا ہے وہ جو کٹا کٹ کی آواز آئی ہے، وہ اس کے ہلنے سے آتی ہے۔ تو انہوں نے لکڑی کوئی لی اور اس سے اسکو چوٹ لگائی جو بھی جانور تھا بچھو تھا سانپ تھا جانور تھا جو بھی تھا اب وہ اس کو چھوڑ کر ان کی طرف لپکا۔ اب یہ بھاگے، اب وہ پیچھے یہ آگے۔ قریب ہی ایک پانی کا تالاب سا تھا۔ انہوں نے کہا بھئی اب کیا کروں؟ تالاب میں گھس گئے۔ تالاب میں کیسے آئیگا۔ وہ آیا اس نے آکر کے اس نے تالاب کے شروع میں ہی اپنی زبان ڈال دی اور چلا گیا۔ تو وہ کہتے ہیں کہ جب اس نے زبان لگائی تو ایسا لگا جیسے میں انگاروں کے بیچ میں آگیا ہوں۔ یہاں یہاں تک پانی تھا ان کے گھٹنے گھٹنے۔ ایسا لگا انگاروں میں آگیا پورا پانی ایسا آگ ہوگیا اب وہاں سے نکلے بڑی مشکل سے فوجیوں تک کسی طرح پہنچے ان کا علاج ہوا۔ لیکن ٹانگیں ناکارہ ہوگئ کاٹنی پڑیں۔ بیساکھیوں پہ آگئے۔ اور اس کے بعد انھوں نے یہ واقعہ بتلایا کہ صرف اسکی زبان پانی میں لگنے کے بعد یہ پورا پانی آگ بن گیا تھا، اور اس کی مجھے ایسی تپش اور جلن اس نے مچائی کہ وہ بڑھتے بڑھتے پتہ نہیں کہاں تک پہنچ گیا تھا، وہاں تک کی ٹانگیں کاٹ دیں تو کسی طرح وہ بچے۔ اللہ کی پناہ اللہ ہماری حفاظت فرمائے جو آخرت کے حالات ہیں جو اللہ کے نبی ﷺ نے بیان فرمائے ہیں۔ حق اور سچ ہیں، حق اور سچ ہیں تھانہ بھون کا واقعہ ہے، حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے تحریر فرمایا کہ تھانہ بھون میں ایک میاں جی تھے ان کو پیسوں سے بہت محبت تھی جوڑ جوڑ کے جمع کر کے رکھتے تھے۔ زکوٰۃ نہیں دیتے تھے۔ ایک دن کچھ نوجوان

تھے منچلے سے ان کے ہاتھ لگ گئے۔ خوب دعوت اڑائی انھوں نے اور ان کو بھی بلالیا میاں جی صاحب کو بھی۔ جب پوچھتے ہیں یہ کیسا ہے؟ تو آپ کا ہی فیض ہے، جب پوچھا یہ کیسی دعوت ہے؟ تو کہا آپ ہی کے طفیل ہے۔ اب شک ہوگیا ان میاں جی کو کہ میرے پیسے چرالیے۔ جا کر اپنا ڈبہ دیکھا تو ڈبہ صاف۔ بس ایسا افسوس ہوا کہ وہیں دل کا دورہ پڑا اور مرگئے۔ اب جو ہے معاملہ بستی کے لوگ جمع ہوئے، سامنے آیا مسئلہ۔ انہوں نے کہا کہ ان کے پیسے نے ان کی جان لی ہے۔ اب وہ سیدھے سادے لوگ تھے کہا کہ پیسے اسی کے ساتھ دفن کردو یہ پیسہ منحوس ہے۔ دفن کیا گیا وہ پیسہ سکہ کی شکل میں تھا چوں کہ اس کے راوی حکیم الامت ہیں اس لیے اس کی صداقت میں کوئی شبہ نہیں، تھانہ بھون کی بات ہے، اس کے بعد پیسوں سمیت دفن کردیا گیا۔ چوروں کو پتہ چلا کہ میاں جی کے ساتھ دوسو روپے اس زمانے کے دوسو روپے تھے۔ دوسو روپے ان کے ساتھ دفن کردیے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ مولوی تو بیوقوف ہوتے ہیں دو سو روپے ڈال دیئے قبر میں۔ اس سے اچھا موقع کیا ملے گا؟ رات ہوئی پہنچ گئے۔ ہٹایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ سکے پورے جسم پر رکھے ہوئے ہیں اور وہ انگارے بنے ہوئے ہیں۔ اس میں سے ایک نے سوچا کہ اس کو نکال لوں۔ ہاتھ لگا دیا جیسے ہی انگلی لگائی ہے ایسی جلن اور ایسی تپش ہوئی اوہ کر کے وہ بھاگا اور اس کو آرام نہ ملے۔ اس نے پانی کا پیالہ لیا اور کہتے ہیں کہ مرتے دم تک وہ اس پانی میں انگلی ڈبو کے رکھتا تھا۔ کہتا تھا کہ جب انگلی اس میں۔ مرتے دم تک یہی حال رہا۔ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے یا اللہ ہمیں معاف فرمادے۔ ہماری غلطیاں ہماری کوتاہیاں جس حیثیت سے بھی ہم

نے غلطیاں کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے اور ہمیں خواب غفلت سے جاگنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس عارضی اور دھوکہ کے گھر سے جو ہے ہمیں اس کا یقین نصیب فرمائے یہ دنیا فانی ہے عارضی ہے اور باقی رہنے والی ذات اللہ کی ہے۔ کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ۔ اللہ کی ذات باقی ہے دل لگانے کی ذات اللہ کی ہے کام آنے والی ذات اللہ کی ہے دنیا میں بھی آخرت میں بھی، موت کے وقت بھی قبر میں بھی، حشر میں بھی۔ ہر جگہ انشاء اللہ اللہ ہی کام آنے والے ہیں۔ حَسْبِیَ اللّٰهُ الدِیْنِیْ۔ حَسْبِیَ اللّٰهُ الدُنْیَایَ...... آنحضرت ﷺ دعا فرمارہے ہیں اے اللہ آپ ہی ہمارے کارساز ہیں۔ آپ ہی ہمارے مولا ہیں۔ آپ ہی ہمارا خیال کرنے والے ہیں۔ بس دل لگانا ہے تو اللہ سے لگانا ہے۔ اور کتنا لگانا ہے اشد لگانا ہے ہر جگہ یہ ثابت کرنا ہے کہ اے اللہ ہمیں آپ سے اشد محبت ہے نہ معاشرے سے نہ رشتہ داروں سے نہ کسی سے ہاں جو دین میں ہمارے ساتھ ہے ہم اس کو آنکھوں پر بٹھاتے ہیں۔

سارا جہاں خلاف ہو پروانہ چاہیے
پیش نظر تو بس مرضی جاناناں چاہیے
پھر اس نظر سے جانچ کر تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہ چاہیے

بس یہ دیکھو کہ اللہ کیا چاہ رہے ہیں؟ مولا کیا چاہ رہے ہیں۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ ڈپٹی کلکٹر تھے اور علی گڑھ کے فارغ L.L.B کیے ہوئے تھے۔ انگریز کے

زمانے کے ڈپٹی کلکٹر حضرت تھانویؒ کی خدمت میں آئے۔ باشرع ہو گئے۔ حلیہ بدل
گیا۔ اب واپس گئے تو کہتے ہیں کہ حضرت کو خط لکھا کہا یہاں لوگ مجھے دیکھ کر ہنستے
ہیں۔ وہ زمانہ ایسا تھا کہ دینی شعائر کا انتہا مذاق اڑایا جاتا تھا؛ اور ڈھونڈنے سے بھی
ڈاڑھی والے لوگ نہیں ملتے تھے بہت زیادہ تبدیلی آ گئی تھی۔ انگریز کی برتری اور
عظمت دل میں چھا گئی تھی۔ حضرت والا نے کیا جواب دیا کہ خواجہ صاحب ان کو ہنسنے
دیجیے ہنسنے والوں کو ہنسنے دیجیے قیامت کے دن آپ کو رونا نہیں پڑے گا۔ اور پھر کیا
وقت آیا انہوں نے لکھا پھر کہ باون ۵۲ ڈپٹی کلکٹر کو بلوایا انگریز سرکار نے اور باون پہنچے
تو وہ بیٹھ کر مصافحہ کرتا رہا سب سے۔ اور جب حضرت خواجہ صاحب پہنچے تو وہ کھڑے
ہو کر استقبال کیا۔ ٹوپی لگائی ہوئی تھی اور باشرع۔ شیروانی پہنی ہوئی لباس میں۔ تو کسی
نے کہا کہ آپ جو ہیں باون جو آئے تو آپ بیٹھے بیٹھے ہاتھ ملا لیا اور یہ ملا آیا تو آپ
نے اس کا کھڑے ہو کر استقبال کیا۔ کہنے لگا تم لوگ کیا جانو کہ جب یہ داخل ہوا تو مجھے
محسوس ہوا کہ مسلمان آ گیا۔

اللہ تعالیٰ دین کا اور دینی شعائر کا رعب ڈالتے ہیں ہیبت ڈالتے ہیں۔ محبت
ڈالتے ہیں۔ اس میں تو محبت ہے مرعبیت ہے یہ تو غیروں نے اس کو بدنام کیا ہوا ہے
۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور ﷺ کی محبت نصیب فرمائے۔ اور ہم ہر حال میں اللہ کو راضی
کرنے والے ہوں کہ میرا اللہ کیا چاہتا ہے۔ آج جو لوگ مخالفت کر رہے ہیں ہماری
خواہ وہ بیوی ہے خواہ وہ بچے ہیں؛ ابھی انتقال ہو جائے ابھی قبر تک کوئی نہیں جائیگا قبر
میں کوئی نہیں جائیگا ساتھ؛ جو روک رہے ہیں۔ ان سے پوچھا جائے کہ میں جب حشر

میں سامنے ہوں گا اللہ کے۔ کیا ہو گے تم میرے ساتھ؟ تم میرے ساتھ ہو گے
وہاں؟ جب مجھے اکیلے کو جواب دینا ہے تو میرے حکم کو چلنے دو۔ ہمارے ایک ساتھی
آئے یہاں ڈاڑھی رکھی انہوں نے ماشاءاللہ تو کیا کہتے ہیں۔ ان کے گھر کے بچوں
نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ میرے چہرے پہ ہے تیرے چہرے پہ تھوڑی
ہے۔ اللہ ہمیں ایسا جذبہ دے دے۔ یہ میں ایک بات کے لیے نہیں عرض کر رہا پورے
دین کے لیے عرض کر رہا ہوں؛ دین کا ہر رکن ہمارے اندر ایسا رچ جائے بس جائے کہ
اللہ یہ فرما دے قیامت کے دن کہا ”یہ بندہ تو میرا ہے“۔ معاشرے سے بھی کٹ
گیا، یہ خاندان سے بھی کٹ گیا یہ فلاں سے بھی کٹ گیا۔ اور
دیکھو جو لوگ دین پر چلتے ہیں، ہمارے حضرت والا نے کتنی اچھی مثال دی کہ ڈرو نہیں
ڈرو نہیں۔ سب کو محبت دو کسی کو غیر مت سمجھو یہ سب تمہارے ہو جائینگے۔ انشاءاللہ اور
اگر کوئی نہ بھی ہوا تو تمہارا خاندان کتنا بڑا ہے۔ تمہارے ساتھ اللہ کے مقبولین صالحین
ہیں۔ تمہارے ساتھ صحابہ کرامؓ کی جماعت ہے۔ تمہارے ساتھ انبیاء کرام کی پوری
جماعت ہے۔ تمہارے ساتھ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ ہیں اور تمہارے ساتھ اللہ
تعالیٰ خود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرمائے شعور عطا فرمائے۔ اس دنیا کی بے ثباتی
کا یقین نصیب فرمائے۔ اور ہر چیز حاصل ہوتی ہے کیسے حاصل ہوتی ہے، صحبت اہل
اللہ سے۔ **کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ**۔۔ سچوں کے ساتھ رہو۔ دیکھو اللہ تمہیں ایسا
کر دیں گے انشاءاللہ یہ چیز چاہیے تو ایسوں کے ساتھ ہونا پڑتا ہے۔ وہ طاقت وہ
قوت وہ انشاءاللہ منتقل ہو گی (Transfer)۔ ہو گی۔

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

نظر سے پیدا ہوتا ہے یہ، دین جو پیدا ہوتا ہے صحبت سے پیدا ہوتا ہے، اہل اللہ کی صحبت سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ طاقت کہاں سے ملتی ہے؟ سارے زمانے سے ٹکرانے کی سارے معاشرے کو چھوڑنے کی۔ یہ طاقت وہاں سے ملتی ہے، جس کے لیے تھوڑی سی رگڑائی کرنی پڑتی ہے کچھ حاصل کرنا ہو تو اس کے لیے اپنے آپ کو مٹانا پڑتا ہے۔ تھوڑی سی رگڑائی منجھائی بھی ہوتی ہے۔ تب تو قدر آتی ہے۔ اگر رگڑائی منجھائی نہ ہو تو قدر ہی نہیں آتی۔ ایک آملہ کا مربہ بنتا ہے اور ایک آملہ بطور فضلہ خارج کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ لیکن جو آملہ مربہ بنتا ہے وہ پہلے سنکائی ہوتی ہے۔ رگڑائی ہوتی ہے پھر اس کو دھوپ میں سکھایا جاتا ہے۔ پھر اس کو چینی میں ڈبویا جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ آملہ کا مربہ بنتا ہے۔ حضرت والا فرماتے ہیں ہمارے۔ اللہ کروڑوں جانیں عطا فرمائے۔ جو مربہ نہ بنا ہو پہلے۔ اس کو مربی بھی نہ بناؤ۔ کیوں کہ یہ ابھی منازل پہ چلا ہی نہیں ہے۔ اس نے یہ منازل طے ہی نہیں کیں۔ جب رگڑائی ہوگی منجھائی ہوگی۔ آہستہ آہستہ (Step by Step) اس کو منزل ملی۔ یہی شخص جو ہے وہ (Step by Step) دوسروں کو بھی منزل تک لے جائیگا۔ جو ایسے آناً فاناً پہنچ گیا لفٹ لگا کے پہنچ گیا تو وہ صرف لفٹ ہی کے ذریعہ جائیگا نیچے۔ تو فرمایا اس کو مربی نہ بناؤ۔ جو پہلے مربہ نہ بنا ہو۔ تھوڑی سی رگڑائی منجھائی بھی ہوتی ہے اس راستے میں اور جو اس کو خوشی خوشی برداشت کرے۔ وہ تو ہے کامیاب۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ کامیاب

ہو جائیگا۔ اور جس نے اس کو غلط انداز میں لیا۔ تو وہ ہو جائیگا بدنام۔ اللہ بچائے، اس سے ہماری حفاظت فرمائے۔

ایک بادشاہ کو پتہ چلا کہ ایک بڑے میاں کے پاس ''کیمیا'' بنانے کا نسخہ ہے۔ پہلے اس کا بڑا چرچہ تھا کیمیا کس کو بولتے ہیں سونا بنانے کو۔ گھر میں بیٹھ کر سونا بنا رہے ہیں۔ جڑی بوٹیاں ملالیں اور سونا بن گیا تو کیسا نسخہ تھا بھئی۔ بادشاہ کو پتہ چلا فلاں بڑے میاں کے پاس یہ نسخہ ہے۔ بلایا اس کو۔ ہاں بھئی بڑے صاحب بتاؤ بھئی کیا نسخہ ہے تمہارے پاس۔ اس نے کہا جی کیسی بات کرتے ہیں اگر مجھے نسخہ آتا تو میں اس حال میں ہوتا۔ میرا گھر دیکھیں میرا حلیہ دیکھیں میرے کپڑے دیکھیں بادشاہ نے کہا۔ واقعی صحیح بات ہے۔ اگر اس کو سونا بنانے کا نسخہ آتا تو یہ اس حال میں ہوتا؟ ڈانٹا اس کو جس نے خبر دی تھی کہ نالائق۔ تو بیوقوف ہے۔ چلا گیا وہ۔ بعد میں اس نے کہا ارے صاحب یہ آپ کو گپو بنا گیا اس کو آتا ہے نسخہ۔ اچھا پھر میں اس کو حاصل کر کے رہوں گا۔ اب بادشاہ نے بھیس بدلا۔ اور پہنچ گیا اس کے گھر پر۔ اور باہر بیٹھ گیا۔ بڑے میاں باہر نکلے اور یہ ان کے ساتھ ساتھ۔ کچھ سامان لا رہے ہیں۔ کچھ پانی لا کر رکھ دیا۔ ایک دن گزر گیا اس نے کہا یہ تم کون ہو کیا ہے'' اس نے کہا کچھ نہیں۔ مجھے آپ سے محبت ہوگئی ہے۔ میں چاہتا ہوں کچھ آپ کی خدمت کر لوں۔ اس لیے آپکو پانی پیش کر رہا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ پہلے تو وہ ایک دو دن ہچکچایا پھر جب دیکھا یہ خدمت کر رہا ہے۔ تو اس سے خدمت لینا شروع کر دی۔ ہاتھ پیر دبوانے لگا اب بادشاہ صاحب خدمت کر رہے ہیں بڑے میاں کی بھیس میں۔ اور اس کے بعد کئی دن گزر گئے۔ اور

جب دیکھا کہ یہ مخلص لگتا ہے۔ تو اس نے کہا کہ تجھ کو معلوم ہے کہ مجھے کیمیا بنانے کا نسخہ آوے ہے۔ اب بادشاہ جو تھا اس نے کہا کہ ارے اجی مجھے کیا ضرورت ہے میں کیا کروں گا؟ میں تو آپ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں مجھے اس سے کیا لینا دینا۔ اس نے سوچا بہت سچا آدمی ہے تصدیق ہوگئی پھر۔ ارے بیٹا مجھے کیمیا بنانا آوے ہے تو مجھ سے یہ کیمیا لے لے۔ پتہ نہیں میں کب چلا جاؤں گا۔ خیر اب بادشاہ صاحب جو ہیں کہتے ہیں اچھا وہ دے دو بھئی۔ اس طرح کر کے اب اس نے سکھا دیا۔ تو جیسے ہی سیکھا اس نے تو بس اگلے دن غائب۔ اب بڑے صاحب بولتے ہیں ارے بڑا تیز لونڈا تھا۔ اب بادشاہ صاحب اپنی گدی پر پہنچنے کے بعد اگلے دن بڑے میاں کو بلوایا۔ اب جو غور سے دیکھا۔ بڑے صاحب پہچانتے ہو مجھے۔ ارے یہ تو وہی ہے۔ یہ تو وہی جو کل میری خدمت کر رہا تھا۔ اور کیمیا کا نسخہ مجھ سے لے کر چلا گیا۔ کہا تو نے مجھ سے جھوٹ بولا تھا۔ اس نے کہا میں نے کیسے تم سے کیمیا بنانا سیکھا۔ تو بڑے میاں نے کیا جواب دیا۔ حضور کیمیا بنانا سیکھنے کے لیے۔ پہلے شاگردی کرنی پڑے ہے۔ بس ہمارے بزرگوں نے یہاں سے یہ چیز نکالی کہ جو کچھ حاصل کرنا ہے تو پہلے اپنے آپ کو گرا دو مٹا دو۔ یہ کب تک تم لوہا بنے رہو گے۔ مٹی کر کے اپنے آپ کو پیش کرو۔ کیا کہا اقبال نے۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

جب تک یہ اپنے آپ کو بڑا بنے رہو گے۔ کبر رہے گا تکبر رہے گا۔ میں بڑا یہ میں وہ۔ یہ چیز حاصل نہیں ہوگی۔ اللہ مجھے اور ہم سب کو نصیب فرما دے اور ہمارے اندر سے بھی یہ ساری گندگیاں نکال دے اور ہمیں حقیقی مسلمان بنا دے۔ حقیقی مسلمان کون ہے؟ کہ جو اپنے آپ کو سب سے کمتا سمجھے سب سے کمتر سمجھے۔ ہمارے حضرت والا نے سکھایا ہے تا کہ اپنے آپ کو سب سے کمتر سمجھو فی الحال، مسلمانوں سے۔ اور کفار سے فی المآل۔ کیا مطلب کہ خاتمہ پر مدار ہے۔ خاتمہ کس کا اچھا ہوتا ہے۔ بس آج اگر کفار کو ایمان نصیب ہو جاتا ہے اور اللہ نہ کرے ہماری کوئی غلطی گستاخی کی وجہ سے ایمان چھن جائے ڈرنے کی بات ہے۔ کسی کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا منع ہے۔ کسی گناہگار کو بھی دیکھو تو یہ مت کہو کہ میں بڑا نیک ہوں یہ تو بڑا گندا آدمی ہے۔ آج وہ اللہ والا نہیں تو کیا ہوا۔ ہاں شکر ادا کریں نماز پڑھ لی، باشرع ہو گئے نیک ہو گئے، برائیاں چھوٹ رہی ہیں۔ یا اللہ آپ ہی سب کچھ ہیں۔ میں کچھ بھی نہیں ہوں۔ آپ کے مقبولین صالحین کی صحبت کا اثر۔ میرے شیخ کی برکت۔ اس طرح سے انشاء اللہ چلتے رہیں گے چلتے رہیں گے۔ اللہ ہماری حفاظت فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کو اپنی محبت کاملہ نصیب فرمائے۔ اپنا تعلق نصیب فرمائے اور ہم سے راضی ہو جائے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جس نے سر بخشا ہے اس سے سرکشی زیبا نہیں

اپنے خالق پر فِدا ہو اور غیر اللہ کو چھوڑ
دامنِ مُرشِد پکڑ اور نفس کے رشتے کو توڑ

خاک ہو جائیں گے قبروں میں حسینوں کے بدن
عارضی دلبر کی خاطر راہِ پیغمبر نہ چھوڑ

جانے کب آجائے رب سے تجھ کو پیغامِ اجل
راہِ گُم کردہ نفس کو اُس کی گمراہی سے موڑ

تو نے جو رب سے کیا تھا عہد و پیمانِ اَزَل
نفسِ دُشمن کی وجہ سے اس کو اے ظالم نہ توڑ

میں نے مانا ہے بہارِ عارضی تجھکو لذیذ
دائمی راحت کی خاطر عارضی راحت کو چھوڑ

جس نے سَر بخشا ہے اُس سے سَرکشی زیبا نہیں
اُس دَرِ جاناں پہ سَر رکھ اور دَرِ بُت خانہ چھوڑ

ہمتِ مَردانہ اے ظالم تو کر اب اختیار
راہِ سربازی میں اپنی خوئے رُوباہی کو چھوڑ

دین جس کا ہے اُسی پر آسرا اختر کرو
کام جس کا ہے اُسی پر اپنی سب فکروں کو چھوڑ

(شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم العالیہ)

معمولات خانقاہ ابراریہ اختریہ

ایڈریس: آر۔ 863 بلاک 19 النور سوسائٹی، فیڈرل بی ایریا، کراچی

۱۔ روزانہ بعداز نماز فجر

- درس قرآن مجید از معارف القرآن مفتی محمد شفیع صاحبؒ
- ذکر بالجہر • ختم خواجگان چشت • دعا

۲۔ ملاقات: • بعداز نماز مغرب وعشاء

۳۔ اصلاحی بیان: بروز ہفتہ بعداز نماز مغرب تا عشاء (موسم گرما)
بروز ہفتہ بعداز نماز عشاء (موسم سرما)
} برائے خواتین وحضرات

ہماری خشک آنکھوں کو خدایا چشمِ تر کر دے
مرے اشکوں میں شامل خونِ دل خونِ جگر کر دے
ہماری غفلتوں کی نیند کو آہِ سحر کر دے
ہماری سرد آہوں کو تو آہِ گرم تر کر دے

نہ گلوں سے مجھ کو مطلب نہ گلوں کے رنگ و بو سے
کسی اور سمت کو ہے مری زندگی کا دھارا
جو گرے ادھر زمیں پر مرے اشک کے ستارے
تو چمک اُٹھا فلک پر مری بندگی کا تارا

(شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم العالیہ)

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

عارف باللہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں۔ چار اعمال ایسے ہیں کہ جوان پر عمل کرے گا، میرا ۶۳ سال کا تجربہ ہے کہ پورے دین پر چلنا آسان ہو جائے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ ولی اللہ بن کر دنیا سے جائے گا۔

نمبر۱۔ ایک مٹھی ڈاڑھی رکھ لو۔ چاروں اماموں کے نزدیک ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ ڈاڑھی منڈانا یا ایک مٹھی سے کم پر کترانا حرام ہے۔ بہشتی زیور، ج ۱۱ص 115 پر یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک صورت جیسی صورت بنالو، اللہ تعالیٰ کو پیار آئے گا کہ میرے پیارے کی صورت میں ہے اور قیامت کے دن کہہ سکو گے کہ۔

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

نمبر۲:۔ دوسری بات یہ ہے کہ پاجامہ، شلوار، لنگی یعنی جو لباس بھی اوپر سے آرہا ہے ٹخنوں سے اونچا رکھنا۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ ٹخنہ کا جو حصہ یعنی شلوار، پا [illegible] جہنم میں جلے گا۔

نمبر۳:۔ تیسری بات یہ نظروں کی [illegible] کے راستہ کی سب سے بڑی رکاوٹ بدنظری ہے کیونکہ بے پردگی عام ہے۔ اس لئے نظر کی حفاظت [illegible] دل کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس تکلیف کو جو اللہ کے لیے اٹھائے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل کو ایمان کی حلاوت سے بھر دے گا۔ اس عمل سے سیکنڈوں میں آدمی فرش سے عرش پر پہنچ جاتا ہے۔

نمبر۴:۔ چوتھا عمل قلب کی حفاظت کا ہے۔ دل میں گندے خیالات نہ پکاؤ۔ حسینوں کا تصور نہ لاؤ، پرانے گناہوں کو یاد نہ کرو۔ بس یہ چار عمل کرلو۔ اللہ والے ہو جاؤ گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

نقش قدم نبیؐ کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

(عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد اختر صاحب دامت برکاتہم)